

مصر: جیلوں میں سکتی انسانیت

ارشاد الرحمن

مصر میں فوجی انقلاب کے بعد سے اب تک ہزاروں کی تعداد میں اخوان اور دیگر شہریوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں بند کیا جاچکا ہے۔ ڈاکٹر محمد مری سیمیت اخوان کی مرکزی قیادت کے بیشتر افراد سزاے موت کے مستحق ٹھیک رہ دیے گئے ہیں۔ اسلامی دنیا کا شاید یہ واحد واقعہ ہو کہ اصلاح معاشرہ اور دعوت دین کے لیے کوشش کسی پر امن سیاسی تنظیم کو اپنی تاریخ کے مختلف ادوار میں وقت کی آمر اور غاصب حکومت کے ہاتھوں تیسری بار اپنی اعلیٰ قیادت سے محروم کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہو۔ فوجی انقلاب کے ہاتھوں ہزاروں کارکن اور شہری وحشیانہ کارروائیوں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ انسانی حقوق کی متعدد تنظیموں اور متعدد صحافیوں نے جیلوں میں بندان بے گناہ اور محضوم شہریوں کی صورت حال اور اعداد و شمار بیان کیے ہیں، وہ منحصر ایساں پیش کیے جا رہے ہیں:

- ایک منسٹری ایٹھنیشنل کی رپورٹ کے مطابق: جولائی ۲۰۱۳ء سے ۳۰ جون ۲۰۱۵ء تک گرفتاریوں کے ذریعے جیلوں میں ڈالے گئے قیدیوں کی تعداد ۳۱ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ یہ تعداد وزارت داخلہ، ملٹری فورسز، اثاثی جزوں یا عدالت کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق ہے۔ اصل تعداد یقیناً اس سے زیادہ ہو گی۔
- ہیون رائٹس و اچ کی رپورٹ کے مطابق قیدیوں کی تعداد ۳۱ ہزار ہے اور یہ تعداد صرف جولائی ۲۰۱۳ء تا مئی ۲۰۱۴ء کے دوران گرفتار کیے گئے افراد کی ہے۔ اس بڑی تعداد کے جیلوں میں پہنچنے کے باعث جیلوں میں گنجائش بہت کم ہو گئی ہے۔
- اقوام متحده کے ایک ذیلی ادارے کی رپورٹ کے مطابق ۱۸ اسال سے کم عمر ۳۲۰۰ بچوں کو

فووجی انقلاب کے بعد گرفتار کیا گیا۔ ان میں سے ۸۰۰ بچے تو بدستور پابند سلاسل ہیں۔ ان میں سے اکثر بچوں پر عقوبات خانوں میں تعذیب و تشدد کی انتہا کی گئی۔ اس فوجی انقلاب کے دو برس پورے ہونے پر انسانی حقوق کی تنظیموں نے ایک مشترکہ رپورٹ جاری کی۔ اس رپورٹ کو اعدام وطن (پورے ملک کے لیے چنانی) کا عنوان دیا گیا اور کہا گیا کہ فوجی انقلاب کے دو سال پورے ہونے تک ۱۱۶۳ قیدیوں کو سزاے موت سنائی جا چکی ہے۔ ان میں سے سات کی سزا پر عمل درآمد بھی کر دیا گیا۔ ۲۹۶ کی نظر ثانی کی اپیل منظور کر لی گئی اور ان کی سزاے موت دیگر سزاوں میں بدل دی گئی۔ ۲۷۲ کی اپیل کے نتیجے میں ان کی سزاے موت ختم ہو گئی اور ۳۱۳ بدستور سزاے موت کے منظر ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بنیادی طور پر سزاے موت پانے والوں کی یہ تعداد ۱۲۹۳ تھی جو چنانی کا حکم جاری کرنے کے لیے مفتی اعظم کے پاس بھجوائی گئی تھی۔ البتہ بعد میں اسے کم کر کے ۱۱۶۳ پر لاایا گیا جن کے ' مجرموں' کو سزاے موت کے پروانے جاری کیے گئے ہیں ان پر ایک کالعدم جماعت سے تعلق کا الزام تھا۔

سزاے موت کا حکم سننے والوں میں سرفہرست اخوان کی مرکزی قیادت اور معزول کیے گئے منتخب صدر ڈاکٹر محمد مریزی ہیں۔ مرشد عام ڈاکٹر محمد بدیع کو پانچ بار سزاے موت سنائی گئی ہے۔ تخلیل شدہ پارلیمان کے صدر محمد سعد اللہ تانی، حزب الحریۃ والعدالت کے رہنماء محمد بلتاجی، معروف مقرر اور داعی صفوتوں جازی اور اخوانی قیادت کی ایک بڑی تعداد اس فہرست میں شامل ہے۔

سزاے موت کا حکم پانے والوں میں شمالی مصر کا ضلع مینیا سب سے آگے ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے سزاے موت کے قیدی ۱۲۱ ہیں۔ اسی طرح ضلع الجیزہ کے ۲۳۳، ۲۳۴ اور قاہرہ کے ۸۷۸ ایں۔ سزاے موت کے احکام پر مہر تصدیق کے لیے مفتی اعظم مصر کو پیش کیے گئے ان ناموں میں زندگی کے مختلف شعبوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ مساجد کے ائمہ اور خطیب، یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور محققین، طلباء، صحافیوں، انجینئروں، ڈاکٹروں اور مزدوں کے علاوہ خواتین خانہ بھی شامل ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق ۲۶۸ افراد تو جیلوں اور تفتیشی مرکز کے اندر ہی یا تو طبی امداد نہ مل سکنے پر یا تعذیب و تشدد کی بنا پر موت کے منہ میں چلے گئے۔ اُن افراد کی تعداد

اس کے علاوہ ہے جن کو مظاہروں کے دوران یا دھرنوں کے دوران جبر و تشدید کے ذریعے بھگانے کے عمل میں ہی موت کی نیند سلا دیا گیا۔ کچھ ایسے بھی تھے جو دوران گرفتاری بے پناہ تشدید کے باعث زندگی ہار بیٹھے۔ ان لوگوں کی تعداد ۱۳۰۶ ہے مگر اس میں رابعہ اور نہضہ کے میدانوں میں دھرنے دینے والوں کی تعداد شامل نہیں ہے جن کو ملٹری فورسز نے نماز فخر کے وقت عین حالت نماز میں گولیوں سے بھون ڈالا تھا اور وہ بھی ماہ مقدس و ماہ رحمت رمضان المبارک کے ایسے لمحات میں جب عادی مجرموں اور انتہائی خطرناک مجرموں کے لیے رب کی عام معانی کا اعلان ہو رہا ہوتا ہے۔ رابعہ اور نہضہ کے شہدا کی تعداد ۵ ہزار سے زائد بتائی گئی ہے۔

طلبہ کی ایک تنظیم کے اعداد و شمار کے مطابق جو یونیورسٹیوں کے طلبہ کی آزادی و حقوق کے لیے کوشش ہے، جو لائلی ۲۰۱۳ء کے فوجی انقلاب سے افروری ۲۰۱۵ء کے عرصے میں اور اے قانون ہلاک کیے گئے طلبہ کی تعداد ۲۲۸ ہے۔ ان میں پچھے طالبات بھی ہیں۔ ۱۶۲ کو ناگزیر وجہہ کی بنا پر لاپتا رکھا گیا ہے۔ فروری ۲۰۱۵ء تک گرفتار شدہ طلبہ و طالبات کی تعداد ۳ ہزار ۲۰۲ سو ۴ ہے۔ ان میں سے ۱۸۹۸ طلبہ و طالبات بستور گرفتار ہیں۔ ان میں سے ۱۲۰ کو جبری طور پر اعتراض جرم کرانے کے دوران بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ انسانی حقوق کی ایک تنظیم کے کارکن کا کہنا ہے کہ یہ توہہ تعداد ہے جو پرانے اعداد و شمار کے مطابق ہے۔ اصل اور موجودہ تعداد تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ بیش ترا ضلالع میں روزانہ نئی گرفتاریاں عمل میں آتی ہیں۔ اس طرح یہ تعداد ۲۰ ہزار کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ البتہ کچھ لوگوں کی رہائی بھی عمل میں آتی ہے مگر اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ کی رو زانہ کی بنیاد پر کی جانے والی گرفتاریوں سے پوری ہو جاتی ہے۔

اس کارکن کا کہنا ہے کہ ان گرفتار شدہ افراد کے لیے اپیل کرنے والے وکیلوں کو بھی پکڑ لیا جاتا ہے اور مختلف قسم کے مقدمات میں دھر لیا جاتا ہے۔ ایسے وکلا کی تعداد ۳ ہزار تک پہنچ گئی ہے، اور مزید ۲۸۰ کے بارے میں گرفتاری اور پیشی کے احکام جاری کیے جا چکے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ اس وقت مصر کے اندر عدالیہ کی کوئی بنیاد باقی نہیں ہے۔

جیلوں کے اندر بند ان قیدیوں کی صورت حال کو ان کے اہل خانہ اور انسانی حقوق کی تنظیمیں ذرائع ابلاغ پر بیان کرتی رہتی ہیں۔ پرنسٹ میڈیا میں بھی قیدیوں کے مصائب و آلام اور

تعذیب و تشدد کے علاوہ مختلف امراض میں بہلا افراد کی صورتِ حال سے متعلق روپرٹیں شائع ہوتی ہیں مگر حکومت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

جنوبی قاہرہ میں واقع کئی جیلوں کا مجموعہ عقرب جیل ہے۔ یہ جیل قیدیوں کے لیے کڑی حراست کے اعتبار سے بہت بُری شہرت رکھتی ہے۔ یہ اپنے قیام کے ۲۵ سال سے خوف ناک تعذیب و تشدد کی روایات کے باعث منفرد تاریخ کی حامل ہے۔ اخوان کے نائب مرشد عام خیرت الشاطر اسی عقرب جیل میں قید ہیں۔ ان کی بیٹی عائشہ کا کہنا ہے کہ وہ دل کے مريض ہیں مگر انھیں ہفتلوں دوانیں ملتی اور وہ بغیر دوا کے بیماری کے رحم و کرم پر زندگی گزار رہے ہیں۔

گذشتہ رمضان کے دوران قیدیوں کو قرآن پاک کے نسخوں سے بھی محروم کر دیا گیا تاکہ وہ تلاوتِ قرآن نہ کر سکیں۔ جیل کی بیرون کی بجلی بند کر دی گئی تاکہ انھیں دورانِ روزہ کوئی آسانی نہ پہنچ پائے۔ ان کی کلامی گھڑیاں چھین لی گئیں تاکہ انھیں حری و اظہاری کے اوقات معلوم نہ ہو سکیں۔ پانی کی فراہمی بند کر گئی تاکہ وہ نماز کے لیے وضو نہ کر سکیں۔

قاہرہ کے ایک صحافی کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۳ء کے فوجی انقلاب کے بعد مصر کی جیلیں اجتماعی قبروں کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ یہاں بدترین ذہنی و بدنبی تعذیب اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ جیلان کن بات یہ ہے کہ انسانی حقوق کی ملکی اور عالمی تنظیمیں انسانی حقوق کی اس پامالی کو نہ بند کر اسکی ہیں اور نہ کم ہی کرانے میں کامیاب ہو سکی ہیں۔ مرکز برائے انسانی حقوق کی تعظیم کے ایک محقق احمد مفرح کا کہنا ہے کہ سیکڑوں لوگ جو طبی امداد کی عدم فراہمی اور غیر معمولی تشدد کے باعث موت سے دوچار ہو گئے ان میں اخوان کی مرکزی قیادت کے لوگ بھی شامل ہیں۔ ان میں نمایاں نام قومی اسمبلی کی کمیٹی برائے قومی دفاع و سلامتی کے ذمہ دار فرید اسماعیل کا ہے۔ فرید اسماعیل حالیہ مسی کے مہینے میں قاہرہ کی عقرب جیل کے ہسپتال میں جگر کے مرض میں بہلا رہ کر داعیِ اجل کو بلیک کہہ گئے۔ ضلعِ دمیاط سے رکنِ قومی اسمبلی محمد الغلاچی بھی اسی طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہو کر وفات پا گئے۔ گذشتہ برس نومبر میں عین شمس یونی ورثی میں امراضِ جلد کے استاد ڈاکٹر طارق الغندور زیادہ خون بہہ جانے کے باعث انتقال کر گئے۔ ۹ راگست ۲۰۱۵ء کو الجماعة الاسلامية اسلامی مجلس شوریٰ کے صدر عصام در بالہ شدید حراست کی جیل 'طرة' سے ہسپتال منتقل کیے جانے

کے دوران دم توڑ گئے۔ اسی سال ۲۸ اگست کو اخوان کے ایک رہنمای خالد زہران وفات پا گئے جو تین برس سے جیل کی عقوبہ تین برداشت کرتے رہے۔ جب ان کی حالت نازک ہو گئی تو ہسپتال لے جایا گیا مگر تسبیح کا وقت گزر چکا تھا۔ امن فورسز کے تشدد اور تعذیب کے نتیجے میں کئی وکلا بھی جاں بحق ہو گئے۔

انسانی حقوق کی تنظیموں کا کہنا ہے کہ کفرالشیخ ضلع کے سابق گورنر سعد العحسینی اپنی نازک صحت کی بنابر ہر وقت موت کے خطرے سے دوچار رہتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ انھیں ویل چیز پر بٹھا کر عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مری حکومت کے وزیر برائے امورِ نوجوانان اسامہ یاسین اور حزب الحمریہ والعدالت کے صدر ڈاکٹر محمد البنا خی کی صحت کا مسئلہ ہے۔

مرکز برائے تنظیم انسانی حقوق کی رپورٹ کہتی ہے کہ ۵۰۰ قیدی ایسے ہیں جن کی نازک صحت کا تقاضا ہے کہ انھیں فوری علاج کی سہولت فراہم کی جائے۔ ان میں سے کثیر تعداد جان لیوا حالت سے دوچار ہے۔ سماجی حقوق کی تنظیموں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں مجکھ پولیس سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ آزاد تنظیموں کے ذریعے قیدیوں کا طبعی معافیہ کرائیں۔ انھی تنظیموں کے کارکنان کا کہنا ہے کہ اثاری جزل کا دفتر ان حقوق کی پامالی کا کوئی نوٹ نہیں لے رہا۔

گرفتاریوں اور قید و بند کی ان صعبوتوں میں سب سے زیادہ تکلیف دہ امر ہے کہ سیکڑوں بچیوں کو بھی جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے بند کر رکھا ہے۔ مصر میں بچیوں کی گرفتاری اور اسی رویہ سرخ لائن تصور کی جاتی رہی ہے مگر فوجی انقلاب نے اس سرخ لائن کو بھی پاہال کر کے آگے بڑھنے کی روشن جاری رکھی ہوئی ہے۔ ان قیدی بچیوں میں جامعہ ازہر کی طالبات کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ اس لیے کہ یونیورسٹی کے صدر اسامہ العبد نے کئی پارامن فورسز کو یونیورسٹی میں چھاپ مارنے اور طالبات کو گرفتار کرنے کی اجازت دی۔

قیدی خواتین میں ۵۰ برس سے زائد عمر کی خواتین بھی شامل ہیں۔ سامیہ شدن کو کرداسہ کے حادثات کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا مگر بعد ازاں ان پر پولیس اہل کاروں کے قتل کا الزام عائد کر کے انھیں سزا موت سدادی کی گئی۔ کہا گیا ہے کہ ان کے بیٹے کی گرفتاری کے لیے انھیں پکڑا گیا تھا مگر پھر کرداسہ کے حادثات میں ملوث کر دیا گیا۔ [مأخذ: aljazeera.net]